بجٹ تقریر 2024-25

قومی اسمبلی 12 جون 2024

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

☆☆☆

حصہ اول

جناب اسپیکر!

1۔ اس معزز ایوان کے سامنے مالی سال2024-25 کا بجٹ پیش کرنا میرے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔فروری 2024 کے انتخابات کے بعد مخلوط حکومت کا یہ پہلا بجٹ ہے اور میں اتحادی حکومت میں شامل سیاسی جماعتوں کی قیادت خصوصاً میاں محمد نواز شریف صاحب، بلاول بھٹو زرداری صاحب، خالد مقبول صدیقی صاحب، چوہدری شجاعت حسین صاحب، عبدالعلیم خان صاحب اورجناب خالدحسین مگسی صاحب،کی رہنمائی کے لیے دل کی اتھاہ گہرائیوں سےشکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر!

2۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی اور معاشی چیلنجوں کے باوجود پچھلے ایک سال کے دوران اقتصادی محاذ پر ہماری پیش رفت متاثر کُن رہی ہے۔ ہم سب نے معاشی استحکام اورعوام کی بہتری کے لیے

تمام سیاسی قوتوں کے مل بیٹھنے کے مطالبات کی بازگشت کئی بار سنی ہے۔ آج قدرت نے پاکستان کو معاشی ترقی کی راہ پر چلنے کا ایک اور موقع فراہم کیا ہے۔ ہم اس موقع کو ضائع کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ میں تمام معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پاکستان کو معاشی ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے حکومت کی کاوشوں میں تعاون کریں۔

جناب اسپیکر!

3۔ بجٹ کی تفصیلات پیش کرنے سے پہلے میں اس بجٹ کے پس منظر کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ میاں محمد نواز شریف نے پاکستان میں 1990 میں جن معاشی اصلاحات کی بنیاد رکھی اُن کو آگے بڑھاتے ہوئے وزیرِاعظم محمد شہباز شریف کی قیادت میں home grown reform agenda کے ذریعے موجودہ معاشی مسائل پر قابو پا کر ترقی کی رفتار کو بڑھایا جائے گا۔

4۔ کچھ ہی عرصہ قبل پاکستان کی معیشت کو مشکل حالات کا سامنا تھا کیونکہ اسٹیٹ بینک کے پاس موجود ذخائر 2 ہفتوں سے کم مدت کی درآمدات کے لیے ہی کافی تھے۔ محض ایک سال میں پاکستانی روپے کی قدر میں چالیس (40) فیصد کمی واقع ہوچکی تھی۔ اقتصادی ترقی تقریباً صفر کے قریب تھی، اور افراطِ زر اس سطح پر پہنچ گیا تھا کہ لوگ تیزی سے غربت کی لکیر سے نیچے جا رہے تھے۔ ان حالات سے نکلنا خاصا مشکل نظر آ رہا تھا۔

جناب اسپیکر!

5۔ پچھلے سال جون میں آئی ایم ایف پروگرام اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا، اور نئے پروگرام سے متعلق بہت غیر یقینی کیفیت تھی۔ نئے IMF Programme میں تاخیر انتہائی مشکلات پیدا کر سکتی تھی۔ مجھے وزیرِاعظم جناب محمد شہباز شریف کی گزشتہ حکومت کی تعریف کرنی ہوگی جس نے آئی ایم ایف

کے ساتھ Stand By Arrangement معاہدہ کیا۔ اس پروگرام کے تحت لیے جانے والے اقدامات کے نتیجے میں معاشی استحکام کی راہ ہموار ہوئی اور غیر یقینی کی صورتحال اختتام کو پہنچی۔

جناب اسپیکر!

6۔ گزشتہ چند مہینوں میں ہماری مسلسل کاوشوں کے نتائج ہمیں تسلی دیتے ہیں کہ ہم صحیح سمت میں گامزن ہیں۔ مہنگائی، جو کہ وزیراعظم اور ان کی ٹیم کی توجہ کا مرکز ہے، مئی میں کم ہو کر تقریباً بارہ(12)فیصد کے قریب آ گئی ہے۔ اشیائے خوردونوش اب عوام کی پہنچ میں ہیں۔ درپیش چیلنجز کو مدنظر رکھا جائے تو یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے۔ آنے والے دنوں میں مہنگائی مزید کم ہونے کا امکان ہے۔ زر مبادلہ کی شرح مستحکم رہی ہے۔ ہماری مالیاتی استحکام کی کوششیں ثمر آور ہو رہی ہیں اور سرمایہ کار معیشت کے متعدد شعبوں میں انویسٹمنٹ کے مواقع تلاش کر رہے ہیں۔ اسٹیٹ بنک کی جانب سے شرح سود میں کمی کا اعلان مہنگائی پر قابو پانے کی کوششوں کی تائید اور ثبوت ہے۔ معیشت کی بحالی کی خاطر انتھک محنت کے لیے وزیر اعظم محمد شہباز شریف صاحب کی Coalition Government اور ان کی ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب اسپیکر!

7۔ گزشتہ سال میں حاصل ہونے والی یہ کامیابیاں معمولی نہیں ہیں ان کے نتیجے میں ملک ایک بحرانی صورتحال سے نکل چکا ہے اور دیرپا ترقی کے ایسے سفر کا آغاز ہو چکا ہے جس کے ثمرات عوام تک پہنچیں گے۔ یہ کامیابیاں ایک بہتر مستقبل کا عندیہ ہیں۔ انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر!

8۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ترقی کی موجودہ رفتار کو تیز کرتے ہوئے معاشی خودانحصاری

کی منزل کو حاصل کریں۔ یہ ایسا کام نہیں کہ راتوں رات اسے کر دکھایا جائے۔ اس کیلئے ہمیں سخت محنت، ایک home-grown اصلاحاتی پلان پر تمام اداروں اور عوام کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر!

9۔ ہم اس امید کے ساتھ اپنے home-grown ریفارم ایجنڈے کو پختہ ارادے اور عزم کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں، کہ پاکستان جلد ہی Inclusive اور Sustainable Growth کے دور کی طرف لوٹ آئے گا۔ ہر کوئی اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ راستہ بہت کٹھن ہے، ہمارے پاس options محدود ہیں مگر جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ اصلاحات کا وقت ہے۔

10۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وقت ہے کہ ہم اپنی معیشت میں پرائیویٹ سیکٹر کو مرکزی اہمیت دیں، اور چند افراد کی بجائے پاکستان کے عوام کو اپنی ترجیح بنائیں۔ حالیہ دہائیوں سے ہم Economic Imbalance کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں،اس کی وجہ وہ structural factors ہیں جن کی وجہ سے سرمایہ کاری، معاشی پیداوار اور برآمدات دباؤ کا شکار ہیں۔ماضی میں ریاست پر غیر ضروری ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا گیا جس کی وجہ سے حکومتی اخراجات ناقابل برداشت ہوگئے۔اس کا خمیازہ مہنگائی، کم پیداواری صلاحیت اور کم آمدن والی ملازمتوں کی صورت میں عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔

جناب اسپیکر!

11۔ اس Low Growth Cycle سے باہر آنے کے لیے ہمیں Structural Reforms کو آگے بڑھانا اور معیشت میں Incentives کو صحیح کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ:

- ہمیں ایک Government-determined Economy سے ایک

Market Driven Economy میں تبدیل ہونا ہوگا۔

- ہمارے معاشی نظام کو عالمی معیشت کے ساتھ چلتے ہوئے برآمدات کو فروغ دینا ہوگا۔
- ہماری معاشی ترقی کو Consumption based کی بجائے۔
- Savings and Investment based ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر!

12۔ معاشی نظام میں یہ تبدیلیاں لاتے ہوئے، ہمیں Equity اور Inclusion کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں درج ذیل پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے جرأت مندانہ اقدامات کی ضرورت ہے:

- تمام modern economies کی طرح ہمیں بھی وسیع پیمانے پر نجکاری اور ریگولیٹری اصلاحات کرتے ہوئے ریاست کے Footprint کو صرف Essentail Public Services تک محدود کرنا ہوگا۔
- پیداواری صلاحیت میں بہتری لانے کے لیے اندرون ملک اور بیرون ملک سے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی اور
- Regulatory and Investment Climate Improvements کرنا ہوں گی۔
- ہمیں Targeted Welfare System کے ذریعے عوامی فلاح پر توجہ دینی ہوگی اور ایسی سبسڈیز کو کم سے کم کرنا پڑے گا جو Prices اور Efficiency میں بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔
- Broad-based Fair Taxation Regime کا قیام بھی انتہائی ضروری ہے۔

جو سب کے لیے یکساں مواقع فراہم کرے اور Anti-Export Distortions کو ختم کرے۔

- o توانائی کی قیمت کو کم کرنے کے لیے پاور سیکٹر میں مارکیٹ پر مبنی اصلاحات کرنے کی ضرورت ہے۔
- o جدید معیشت کے لیے صحت، تعلیم اور Skills Development کے مؤثر نظام کی تشکیل انتہائی اہم ہے۔

13۔ حکومت اپنی Home-grown Reforms کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے IMF کے ساتھ ایک Extended Fund Facility پر بات چیت کر رہی ہے۔ نئے پروگراموں میں Macroeconomic and Fiscal Stabilization، زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے، قرضوں کو sustainable بنانے، پاور سیکٹر اور SOEs میں اصلاحات کرنے کے ساتھ ساتھ گورننس اور Transparency کو بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ اس ضمن میں ہماری IMF کے ساتھ Staff Level Agreement کے سلسلے میں بات چیت مثبت انداز میں آگے بڑھ رہی ہے۔

جناب اسپیکر!

14۔ بجٹ خسارے کو کم کرنا ایک اہم مقصد ہوگا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہم ایک منصفانہ ٹیکس پالیسی کے ذریعے اپنی آمدن بڑھائیں گے اور غیر ضروری اخراجات کو کم کریں گے لیکن یہ کمی کرتے وقت human development, social protection and climate resilience پر ہونے والے اخراجات کو ترجیح دیتے ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں لائی جائے گی۔ ہمیں energy سیکٹر کو viable بنانے کے اقدامات کرنے ہیں۔ ان اقدامات میں پیداواری لاگت کو کم کرنا انتہائی اہم ہے۔ ہمیں SOEs کی تنظیم نو اور پرائیویٹائزیشن کرنی ہے اور good goverance اور level

playing field کے ذریعے پرائیویٹ سیکٹر کو فروغ دینا ہے۔ ان سب اقدامات کا مقصد آمدن سے زائد اخراجات کے دائمی مسئلے کو حل کرنا ہے۔

جناب اسپیکر!

15۔ میں حکومت کی اہم ترین ترجیح یعنی مہنگائی میں کمی پر بھی بات کرنا چاہوں گا۔ ایک سال قبل افراط زر اڑتیس(38)فیصد تک پہنچ گیا تھا جبکہ Food Inflation اڑتالیس(48)فیصد تھی۔ کم آمدن والے طبقے کو شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ بہتر معاشی حکمت عملی کے نتیجے میں مہنگائی میں نمایاں کمی آئی ہے۔ مئی 2024ء میں Consumer Price Index گیارہ اعشاریہ آٹھ(11.8) فیصد تھا جبکہ Food Inflation صرف دو اعشاریہ دو(2.2) فیصد تھی۔ حکومت نے مہنگائی کو سنگل ڈیجٹ تک لانے کے لیے انتھک محنت کی ہے اور ہم ان کوششوں کو جاری رکھیں گے۔

16۔ یہ بدقسمتی ہے کہ پاکستان Tax-to-GDP Ratio کے حوالے سے دوسرے ممالک سے کافی پیچھے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیکس نظام میں اصلاحات ہماری معاشی کامیابیوں کیلئے انتہائی اہم ہیں۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ FBR میں کثیر الجہتی اقدامات پہلے سے جاری ہیں۔ وزیر اعظم ڈیجیٹلائزیشن، ٹیکس پالیسی اور FBR میں انتظامی اصلاحات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں، اور ان کی واضح ہدایات ہیں کہ ٹیکس نیٹ میں پہلے سے موجود لوگوں پر بوجھ نہ ڈالا جائے بلکہ ٹیکس نیٹ میں وسعت لائی جائے۔

17۔ ہم نے ''تاجر دوست سکیم'' متعارف کرائی ہے جس کا مقصد wholesalers, retailers اور dealers کو رجسٹر کرنا ہے۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ اسکیم تیس ہزار چار سو(3400) رجسٹریشن کے ساتھ کامیابی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ آنے والے وقت میں، FBR

لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لانے کیلئے اپنی کوششوں کو تیز تر کرے گا۔ اس حوالے سے Existing Data کو موثر طور پر استعمال کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر!

18۔ وفاقی حکومت اکیلے مالیاتی استحکام کے ہدف کو حاصل نہیں کرسکتی۔اسی لیے وفاقی حکومت ملک کے مجموعی وسائل میں زیادہ سے زیادہ اضافے کے لیے صوبائی حکومتوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے۔ ان کوششوں کو تقویت دینے کے لیے، ہم تمام صوبائی حکومتوں کے ساتھ ایک جامع ''National Fiscal Pact'' تجویز کرتے ہیں۔ ہم آہنگی اور یگانگت خود کفالت کے ہدف کو حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے۔اس سلسلے میں ہماری صوبوں کے ساتھ مشاورت جاری ہے۔

جناب اسپیکر!

19۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، حکومتی اخراجات میں کمی مالیاتی خسارے کو کم کرنے کی حکمت عملی کا دوسرا اہم ستون ہے۔ ہم غیر ضروری اخراجات کو کم کر رہے ہیں۔ حکومت پنشن کے نظام میں اصلاحات لا رہی ہے، جس کی تفصیلات میں اپنی تقریر کے اگلے حصے میں بیان کروں گا۔ بی پی ایس 1 سے 16 کی تمام خالی آسامیوں کوختم کرنے کی تجویز زیر غور ہے، جس سے 45 ارب روپے سالانہ کی بچت ہونے کا امکان ہے۔

20۔ وفاقی حکومت کے حجم کو کم کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے حکومتی ڈھانچے کا بغور جائزہ لے لیا ہے اور بہت جلد اپنی سفارشات کابینہ کو پیش کرے گی۔ جبکہ وفاقی حکومت کی right sizing کے لیے تیاری کی جارہی ہے۔حکومت اس بات کو یقینی بنا رہی ہے کہ اسے بہترین تکنیکی عملہ اور مشاورت دستیاب رہے۔ اس مقصد کے لیے ہر ڈویژن کو

"Capacity Development and Technical Assistance" کی مد میں الگ رقوم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

21۔ ملک میں کاروباری سرگرمیوں کو تیز کرنے اور برآمدات کو بڑھانے کے لیے Regulatory Framwork کو آسان بنانا انتہائی اہم ہے۔ اس سلسلے میں BOI کے تحت Pakistan Regulatory Modernisation Initiative کا آغاز کردیا گیا ہے ۔ اس کا مقصد حکومت کی ریگولیٹری فریم ورک کو آسان بنانا اور Automation کے ذریعے Business environment کو بہتر کرنا ہے تاکہ سرمایہ کاری، برآمدات اور معاشی ترقی کی رفتار کو بڑھایا جاسکے۔

22۔ کسی بھی حکومت کے بجٹ کا ایک بڑا حصہ Goods and Services کی Procurements میں صرف ہوتا ہے۔ Procurement کے نظام میں آسانی اور شفافیت کے ذریعے حکومت کی کارکردگی میں بہتری لانے کے ساتھ ساتھ وسائل کی بچت بھی کی جاسکتی ہے۔ ریسرچ کے مطابق E-Procurement سے سرکاری خرچ میں دس (10) سے بیس(20) فیصد تک کی کمی لائی جاسکتی ہے۔ یہ نظام حکومتی Procurements میں کرپشن، فراڈ اور بدنیتی جیسے مسائل پر قابو پانے میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔یہ نظام سینتیس (37) وزارتوں جبکہ دوسو اُناسی(279) Procuring Agencies میں نافذ ہوچکا ہے۔ اس کے تحت وفاقی حکومت میں چودہ (14) ارب روپے کی Procurement ہوچکی ہے۔ اس کے علاوہ Procuring Agencies کے آٹھ ہزار پانچ سو (8500) ملازمین کی تربیت مکمل کی جاچکی ہے اور دس ہزار پانچ سو پینتالیس(10,545) سپلائرز اس نظام میں رجسٹر ہوچکے ہیں۔ مزید برآں صوبائی حکومتوں اور مختلف وفاقی اداروں کے ساتھ E-Procurement کی Integration کے لیے Agreements کیے جاچکے ہیں۔

23۔ مجھے یقین ہے کہ اخراجات اور وصولیوں کے ضمن میں کوششیں وفاقی حکومت کیلئے وسائل کی

فراہمی میں مددگار ثابت ہوں گی جس سے Human Resource Development, Social Protection and Climate Resilience کیلئے وسائل دستیاب ہوں گے۔

جناب اسپیکر!

24۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتوں کو کاروبار نہیں کرنا چاہیے۔ وزیراعظم Commercial Space میں حکومتی عمل دخل کو کم کرنے اور نجی شعبے کو فروغ دینے پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ اس لیے ہم نے نجکاری کو ایک کلیدی ترجیح بنایا ہے۔ ہم نہ صرف پی آئی اے، روزویلٹ ہوٹل، ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن اور فرسٹ ویمن بینک جیسے اداروں کی جاری نجکاری میں تیزی لائیں گے بلکہ نجی شعبے کی سرمایہ کاری کے لیے دیگر SOEs کو پیش کرنے کا ایک ٹھوس پروگرام بھی شروع کرنے جا رہے ہیں۔ آنے والے سالوں میں توانائی، مالیاتی اور صنعتی شعبوں میں SOEs کی ملکیت اور انتظام کی نجی شعبے کو منتقلی پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

25۔ اس ضمن میں PIA کی نجکاری کے حوالے سے تفصیلات بیان کرنا چاہوں گا۔ اس نجکاری کا آغاز نومبر 2023 میں Financial Advisor کی تعیناتی سے ہوا۔ فروری 2024 میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی موجودہ حکومت نے اس سلسلے کو تیزی سے آگے بڑھایا۔ مارچ 2024 میں PIA ہولڈنگ کمپنی کی تشکیل کی گئی۔ جس کے بعد چھ سو بائیس(622) ارب روپے کی Liability کو PIA سے منتقل کیا گیا۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے Privatization Commission نے اپریل 2024 میں PIA کی نجکاری کے لیے قومی اور غیر ملکی اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے Expression of Interest کی دعوت دی۔ بارہ(12) کمپنیوں نے PIA کی نجکاری میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ 3 جون کو Privatization Commission کے بورڈ نے چھ(6) کمپنیوں کو Pre-qualify کیا۔ اگست، 2024 کے پہلے ہفتے میں سرمایہ کاروں کی جانب سے Bids منگوا لی جائیں گی جس

کے بعد یہ سلسلہ پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

26۔ International Best Practice کے مطابق حکومت ملک کے بڑے ہوائی اڈوں کو Outsource کر رہی ہے۔ اس سے ایک طرف مسافروں کو بہتر سہولیات میسر آئیں گی اور دوسری جانب ہوائی اڈوں سے حاصل ہونے والی آمدن میں اضافہ ہوگا۔ اسلام آباد انٹرنیشنل ایئر پورٹ کو سب سے پہلے Outsource کیا جائے گا۔اس سلسلے میں International Competitive Biding کے ذریعے پندرہ(15)جولائی،2024ء تک بولیاں موصول ہو جائیں گی۔ لاہور اور کراچی ایئرپورٹس کی Outsourcing process کا آغاز چند مہینوں کے بعد کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر!

27۔ وفاقی حکومت پر کھربوں روپے کی unfunded pension liability ہے۔ پنشن کے اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔ لہٰذا ان اخراجات میں اضافے کی شرح کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔حکومت نے اس شعبے کی اصلاح کے لیے Three Pronged Strategy ترتیب دی ہے۔جس میں کافی حد تک مشاورت مکمل ہوچکی ہے۔

1۔ International Best Practices کے مطابق، موجودہ پنشن اسکیم میں اصلاحات لائی جائیں گی۔ ان کے نتیجے میں اگلی تین دہائیوں کی Pension Liability میں خاطر خواہ کمی ہوگی۔

2۔ نئے ملازمین کے لیے Contributory Pension Scheme متعارف کرانا، جس میں حکومت کی Contribution ہر ماہ ادا کی جائے گی۔ اس سے مستقبل کے ملازمین کی پنشن ان کی ملازمت کے آغاز سے ہی Fully Funded ہوگی۔

3۔ پنشن کی Liabilitiy کو manage کرنے کے لیے پنشن فنڈ قائم کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر!

28۔ BISP ہمارے سماجی تحفظ کے اقدامات کے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے تحت ملک بھر میں لاکھوں خاندانوں کو ضروری نقد امداد فراہم کی جاتی ہے۔ موجودہ Coalition Government کا عزم ہے کہ کمزور طبقے کی زیادہ سے زیادہ معاونت کی جائے۔ مالی سال 2024-25 کے بجٹ کے ذریعے کمزور طبقوں کو BISP پروگرام کے ذریعے معاونت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ آئندہ مالی سال کے لیے، حکومت درج ذیل پیش رفت کے ساتھ، BISP کے لیے مختص رقم کو ستائیس (27) فیصد اضافے کے ساتھ پانچ سو ترانوے (593) ارب روپے تک لے جائے گی:

- کفالت پروگرام کے تحت مستفید ہونے والے افراد کی موجودہ تعداد کو نو اعشاریہ تین (9.3) ملین سے بڑھا کر دس (10) ملین کیا جائے گا۔ ان خاندانوں کو مہنگائی کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے کیش ٹرانسفر میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔
- تعلیمی وظائف پروگرام میں مزید دس (10) لاکھ بچوں کا اندراج کیا جائے گا، جس سے ان وظائف کی کل تعداد دس اعشاریہ چار (10.4) ملین ہو جائے گی۔
- نشوونما پروگرام کا مقصد بچوں کی زندگی کے پہلے ایک ہزار (1,000) دنوں کے دوران stunting کو روکنا ہے، اگلے مالی سال کے دوران پانچ (5) لاکھ مزید خاندانوں کو اس پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

29۔ economic inclusion کو فروغ دینے اور لوگوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے حکومت BISP کے تحت پہلی مرتبہ poverty graduation and skills development

پروگرام کا آغاز کرنے جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ BISP کے ذریعے مالی خودمختاری کا ایک ہائبرڈ سوشل پروٹیکشن پروگرام متعارف کرانے کے منصوبے کا بھی آغاز کیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر!

30۔ زراعت ہماری معیشت کا اہم ستون ہے، جس کا جی ڈی پی میں حصہ چوبیس (24) فیصد اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں حصہ سینتیس اعشاریہ چار(37.4) فیصد ہے۔ ملک کی فوڈ سیکیورٹی اور صنعتی شعبے کی پیداواری صلاحیت اسی شعبے پر منحصر ہے۔ زراعت، لائیوسٹاک اور ماہی پروری بھی قیمتی زرمبادلہ کمانے کے بڑے ذرائع ہیں۔ وزیراعظم جناب محمد شہباز شریف نے اکتوبر 2022 میں کسان پیکج کے تحت "Markup and Risk Sharing Scheme for Farm Mechanization" کا اعلان کیا تھا۔ اگلے سال اس سکیم کے لیے پانچ(5) ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ ان اقدام سے نجی شعبے کی سرمایہ کاری سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔جس سے planters, tractors, threshers, harvesters and mobile grain dryers کے لیے فنانسنگ دستیاب ہوگی اور زرعی پیداواری صلاحیت بڑھانے اورWastage کوکم کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب اسپیکر!

31۔ توانائی کا شعبہ گردشی قرضوں کے چیلنج سے دوچار ہے۔ یہ قرض اب ناقابل برداشت ہوچکا ہے۔ پاور سیکٹر کی پیچیدگیوں کا حل بلاشبہ مشکل ہے کیونکہ بجلی پیدا کرنے سے لے کر Transmission and Distribution تک ہر سطح کی اپنی Dynamics ہیں اور ہر سطح پر مشکلات پائی جاتی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت اس شعبے میںCourse Correctionاوران مشکلات کوحل کرنے کے لیے کبھی اتنی پُرعزم نہیں تھی۔ موجودہ مالی سال کے دوران بجلی کی تقسیم کو بہتر بنانے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے اور ان اقدامات کے نتیجے میں ہمیں امید ہے کہ سال کے

اختتام تک Circular Debt Stock میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ بجلی چوری کے خلاف مہم سے ہمیں پچاس(50) ارب روپے کی بچت ہوئی ہے۔ اگلے سال کے لیے چند اصلاحات درج ذیل ہیں:

- o Transmission and Distribution نقصانات کو کم کرنے کے لیے کارکردگی کو بہتر بنانا۔
- o National Transmission and Dispatch Company کی تنظیم نو۔ جس کی منظوری وزیراعظم پہلے ہی دے چکے ہیں۔
- o Public Sector Power Companies کی Management and Governance کو بہتر بنانے کے لیے Board of Management میں Private Sector Professionals شامل کیے جا رہے ہیں۔
- o نو (9) DISCOs اور GENCOs کی نجکاری کو تیز کرنے کا منصوبہ ہے۔
- o بجلی چوری کے خلاف مہم کو زیادہ منظّم اور Institutionalize کیا جائے گا۔

32۔ توانائی کے شعبے کے لیے ترقیاتی بجٹ میں دو سو ترپن(253)ارب روپے کی خطیر رقم بجٹ کی گئی ہے۔اس شعبے کے اہم منصوبوں میں Installation of Assets performance managment system on distribution transformers کے لیے پینسٹھ (65) ارب روپے کی رقم تجویز کی گئی ہے۔ اسی طرح Electricity distribution efficiency کے منصوبے کے لیے پانچ ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جامشورو میں بارہ سو (1200) میگاواٹ کول پاور پلانٹ کے لیے اکیس(21) ارب روپے اور NTDC کے سسٹمز میں بہتری کے لیے گیارہ(11) ارب روپے کی رقم تجویز کی گئی ہے۔

جناب اسپیکر!

33۔ پانی کا شعبہ Food Security ، سستی بجلی کی پیداوار اور موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلے مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں آبی وسائل کے لیے دو سو چھ(206) ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ یہ سرمایہ کاری پینے کے صاف پانی تک رسائی، زرعی پیداواری صلاحیت اور ہائیڈل پاور سے متعلقہ منصوبوں میں لگائی جائے گی۔ ان منصوبوں میں محمند ڈیم، ہائیڈرو پاور پروجیکٹ کے لیے پینتالیس(45) ارب روپے، دیامیر بھاشا ڈیم کے لیے چالیس (40) ارب روپے، چشمہ رائٹ بینک کنال (lift-cum-gravity project) کے لیے اٹھارہ (18) ارب روپے اور بلوچستان میں پٹ فیڈر کنال کی Re-modeling کے لیے دس(10) ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب اسپیکر!

34۔ آئندہ مالی سال میں وفاقی حکومت آئی ٹی سیکٹر پرخصوصی توجہ دے گی ۔ آئی ٹی سیکٹر میں Targeted Investment کے ذریعے کم مدت میں زیادہ منافع دینے کی صلاحیت ہے۔ ہمارے ملک کے نوجوانوں کی مہارت اور ہنر کسی سے کم نہیں، یہی وجہ ہے کہ حکومت کی سازگار پالیسیوں کے نفاذ کے بعد اس سال آئی ٹی کی برآمدات ساڑھے تین(3.5) ارب ڈالر تک پہنچ جائیں گی۔

35۔ مالی سال 2024-25میں آئی ٹی سیکٹر کے لیے اُناسی (79) ارب روپے سے زیادہ رقم تجویز کی جا رہی ہے۔ جو کہ اس شعبے کے لیے اب تک کی سب سے زیادہ مختص رقم ہے۔ یہ رقم درج ذیل مقاصد کے لیے مختص کی جاری ہے:

- فیڈرل بورڈ آف ریونیو میں Digitalization اور اصلاحات کے لیے سات(7) ارب روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔ یہ رقم جدید ترین IT System

کا استعمال کرتے ہوئے Tax Base کو بڑھانے اور نظام میں موجود Loopholes کو دور کرنے کی حکومت کی کوششوں میں معاون ہو گی۔

- o کراچی میں آئی ٹی پارک کی تشکیل کے لیے آٹھ (8) ارب روپے فراہم کیے جائیں گے ۔
- o ٹیکنالوجی پارک ڈیویلپمنٹ پروجیکٹ اسلام آباد کے لیے گیارہ (11) ارب روپے کی رقم بجٹ کی گئی ہے۔
- o پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ (PSEB) کے لیے گزشتہ سال کے ایک ارب روپے کے مقابلے میں اس سال دو(2) ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ یہ رقم آئی ٹی سیکٹر کے exporters کی حوصلہ افزائی اور آئی ٹی فرموں میں طلباء کی انٹرن شپ کے سلسلے میں رکھی جا رہی ہے۔
- o ڈیجیٹل انفراسٹرکچر انفارمیشن کے ا قدام کے لیے بیس(20)ارب روپے تجویز کیے جا رہے ہیں۔

36۔ ملک کی سماجی و اقتصادی ترقی کے لیے ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز کی صلاحیت کو بروئے کار لانے کے لیے حکومت ایک نیشنل ڈیجیٹل کمیشن اور ایک ڈیجیٹل پاکستان اتھارٹی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ وقت کے ساتھ یہ ادارے مختلف شعبوں میںDigital transformation کو آگے بڑھانے، Innovations کو فروغ دینے اور Digital Solutions کو وسیع پیمانے پر اپنانے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ ان اداروں کے قیام کے لیے ایک(1) ارب روپے تجویز کیے جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر!

37۔ human development میں سرمایہ کاری حکومت کی بہترین سرمایہ کاری ہے۔ حکومت بچوں کی تعلیم کیلئے سازگار ماحول کی فراہمی میں خاطرخواہ سرمایہ کاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں کچھ اہم اقدامات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اسلام آباد کے ایک سو ستاسٹھ (167) سرکاری سکولوں میں انفراسٹرکچر اور تعلیمی سہولیات کو بہتر بنانے کے لیے رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

2۔ نوجوان طلباء و طالبات کی جسمانی اور ذہنی نشوونما میں مدد کے لیے، ہم School meal program متعارف کروا رہے ہیں جس کے تحت اسلام آباد کے دو سو(200) پرائمری اسکولوں میں طلباء کو متوازن اور غذائیت سے بھرپور کھانا فراہم کیا جائے گا۔

3۔ digital literacy کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے، ہم اسکولوں کو Smart Screens, Chromebooks, Tablets and internet facilities کی سہولیات سے آراستہ کرکے

digial interventions and blended learning متعارف کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مزید برآں، پڑھائی اور تحقیق کے کلچر کو فروغ دینے کے لیے ای لائبریریاں قائم کی جائیں گی۔

4۔ اسلام آباد کے سولہ (16) ڈگری کالجوں کو NUST، NSU، NUML اور COMSATS جیسی مشہور یونیورسٹیوں کے تعاون سے اعلیٰ نتائج کے حامل تربیتی اداروں میں تبدیل کیا جائے گا۔ یہ ادارے ہمارے نوجوانوں کے لیے

روزگار کے مواقع بڑھانے کے لیے چھ(6) ماہ کے آئی ٹی کورسز آفر کریں گے۔

5۔ پسماندہ اور غریب طلبہ کو معیاری تعلیم تک رسائی فراہم کرنے کے لیے، پرائیویٹ اسکولوں میں زیرِتعلیم طلبہ کے لیے ایک ایجوکیشن واؤچر سکیم متعارف کرائی جارہی ہے۔

6۔ سو (100) اسکولوں میں early childhood education کے مراکز قائم کیے جائیں گے تاکہ چھوٹے بچوں کو تعلیم کا ایک مضبوط آغاز فراہم کیا جا سکے۔

7۔ دیہی سے شہری علاقوں تک طالبات کے سفر کے لیے pink buses متعارف کرائی جارہی ہیں۔

8۔ وزیر اعظم کی ہدایت پر دانش سکولوں کے پروگرام کو اسلام آباد، بلوچستان، آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان تک پھیلایا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر!

38۔ بیرون ملک مقیم پاکستانی ہمارے معاشی ڈھانچے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی جانب سے بھیجی جانے والی remittances معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ حکومت بیرون ملک مقیم اہل وطن کی مدد کے لیے متعدد سہولیات متعارف کروا رہی ہے:

1۔ بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے بھیجی جانے والی Remittences کے فروغ کے لیے بجٹ میں چھیاسی اعشاریہ نو (86.9) ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے ۔ یہ رقم Re-imbursment of TT Charges، سوہنی دھرتی سکیم اور دیگر سکیموں کیے لیے استعمال کی جائے گی۔

2۔ افرادی قوت کو مارکیٹ کے جدید ترین تقاضوں کے مطابق تیار کرنے کے لیے "Centers of Excellence" قائم کرے گی۔

3۔ بیرون ملک مقیم اہل وطن کی سہولت کے لیے emigration landscap کو digitize کیا جائے گا، تاکہ emigration کے procedure کو آسان بنایا جاسکے اور لاگت میں کمی ہو۔

4۔ شکایات کے بروقت ازالے کے لیے Complaint Resolution کا موثر نظام بنایا جائے گا ۔ اس کیلئے ایک بین الاقوامی کال سینٹر کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔

5۔ نئے emigrants کیلئے جلد از جلد بیرون ملک آبادکاری کیلئے قرض کی سہولیات فراہم کرنے پر کام جاری ہے۔

6۔ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی غیر معمولی خدمات کو تسلیم کرنے کے لیے ''محسن پاکستان'' ایوارڈ متعارف کرایا جا رہا ہے۔

39۔ اسی طرح کے دیگر اقدامات سمندر پار پاکستانیوں کی معاونت اور قومی ترقی میں ان کے تعاون سے فائدہ اٹھانے کے لیے حکومت کے عزم کی نشاندہی کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر!

40۔ ماضی میں برآمدات کو فروغ دینے کی کوششوں کے باوجود برآمدت میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوسکا۔ اس شعبے کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے EXIM Bank کے ذریعے ''Export refinance scheme'' کیلئے مختص رقم کو تین اعشاریہ آٹھ (3.8) ارب سے بڑھا کر تیرہ

اعشاریہ آٹھ (13.8) ارب روپے کرنے کی تجویز ہے۔ ان اقدامات سے portfolio میں ایک سو (100) ارب روپے سے دو سو اسی (280) ارب روپے تک کا اضافہ متوقع ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ذریعے پانچ سو انتالیس (539) ارب روپے کے ایکسپورٹ کریڈٹ کی فراہمی کی جائے گی۔ وزیراعظم نے اس بات کو یقینی بنانے کی ہدایت کی ہے کہ اس سہولت کا کم از کم بیس(20) فیصد SME سیکٹر پر مرکوز رہنا چاہیے۔ حکومت کی SME Strategy کے تحت SMEs کے Credit کو پانچ سو چالیس(540) ارب روپے سے بڑھا کر گیارہ سو (1100) ارب روپے کیا جائے گا۔جس میں سے ایک سو (100) ارب روپے کا اضافہ اگلے مالی سال کے دوران کیا جائے گا۔ مستقبل میں، یہ قدم پاکستان کے برآمدی شعبے کو ایک اہم لائف لائن فراہم کرے گا۔ مزید برآں، حکومت طویل عرصے سے زیرالتواء DLTL کلیمز کی مرحلہ وار ادائیگی کرے گی۔ ایکسپورٹرز کی مدد کے لیے رسک شیئرنگ سکیم بھی وضع کی جا رہی ہے۔

جناب اسپیکر!

41۔ بیرونی سرمایہ کاری ہماری ادائیگیوں کے توازن اور پاکستان کی ساکھ میں اضافے کیلئے اہم ہے۔ اس سلسلے میں برادر اور دوست ممالک کے ساتھ بات چیت اور کوششیں ایک advance stage پر ہیں۔ یہاں میں SIFC کے کردار کو ضرور تسلیم کرنا چاہوں گا جو کہ GCC ممالک سے زراعت ، لائیو سٹاک، کان کنی اور سیاحت جیسے شعبوں میں سرمایہ کاری کو لانے کے عمل کی قیادت کر رہی ہے۔

42۔ میں اس سلسلے میں وزیراعظم پاکستان کے چین کے دورے کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ اس دورے کا مقصد CPEC (Phase-II) کو Rejuvenate کرنا تھا۔ CPEC کے اس فیز میں چینی کمپنیوں کو Special Economic Zone کے ذریعے پاکستان میں سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ساتھ ہی ساتھ پاکستانی کمپنیاں چینی کمپنیوں کے ساتھ Joint Ventures

کر سکیں گی۔ CPEC (Phase-II) سے ملک میں صنعتی شعبے اور برآمدات میں اضافے کا ایک نیا باب کھلے گا۔

43۔ دورہ چین کے لیے وزیرِاعظم کے وفد میں پاکستان کی ستانوے (97) اہم کمپنیوں کے نمائندے شامل تھے اس سلسلے میں چین کے شہر Shenzhen میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ توانائی، کلچر، آئی ٹی، فارماسیوٹیکلز، زراعت اور فوڈسیکٹر سے متعلق اکتیس (31) B2B ایم او یوز سائن کیے گئے۔ ساتھ ہی کئی پاکستانی اور چینی کمپنیوں کے درمیان مزید ایم او یوز پر گفتگو شنید جاری ہے۔ ان کا تعلق Iron and Steel, Mobile Solar Cells, EVs and Automobiles, Manufacturing اور ٹیکسٹائل جیسے شعبوں سے ہے۔ ساتھ ہی ساتھ BOI نے چھ(6) مختلف چینی اداروں کے ساتھ B2B Collaboration کے لیے ایم او یوز سائن کیے ہیں۔

جناب اسپیکر!

44۔ پاکستان کو موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کا شدید خطرہ لاحق ہے، اور climate matigation کی کوششوں کو تقویت دینے کے لیے حکومت متعدد اقدامات پر کام کر رہی ہے، جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا ضروری ہے:

1۔ climate matigation and adaptation کے اقدامات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے Pakistan Climate Change Authority کو فعال بنایا جارہا ہے۔

2۔ National Climate Finance Strategy اکتوبر 2024 تک تیار کرلی جائے گی، جس کا مقصد Global Climate Finance کو پاکستان میں لانا ہے۔ جس سے Carbon Emission میں کمی لانے کے منصوبوں پر عمل کیا جاسکے۔

3۔ National digital climate finance monitoring dashboard قائم کیا جائے گا جو کہ climate finance کے حوالے سے ملنے والی بیرونی امداد کے بارے میں Data maintain کرے گا۔

4۔ حکومت کے Budgeting and Accounting system میں Gender and Climate Budget tagging کر دی گئی ہے۔ جس سے ان سیکٹرز کے حوالے سے پالیسی سازی اور عملدرآمد میں مدد ملے گی۔

5۔ حکومت E-Bikes کے لیے چار(4)ارب روپے اور توانائی کی بچت کرنے والے پنکھوں کے لیے دو(2) ارب روپے مختص کر رہی ہے۔

45۔ اب میں مالی سال 2024-25 کے بجٹ کے اہم خدوخال پیش کرتا ہوں:

46۔ مالی سال 2024-25 کے لیے اقتصادی ترقی کی شرح تین اعشاریہ چھ (3.6) فیصد رہنے کا امکان ہے۔ افراط زر کی اوسط شرح بارہ(12) فیصد متوقع ہے۔ بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا چھ اعشاریہ نو (6.9) فیصد جبکہ پرائمری سرپلس جی ڈی پی کا ایک (1.0) فیصد ہوگا۔

- ایف بی آر کے محصولات کا تخمینہ بارہ ہزار نو سو ستر (12,970)ارب روپے ہے جو کہ رواں مالی سال سے اڑتیس (38) فیصد زیادہ ہے۔ چنانچہ وفاقی محصولات میں صوبوں کا حصہ سات ہزار چار سو اڑتیس (7,438)ارب روپے ہو گا۔
- وفاقی نان ٹیکس ریونیو کا ہدف تین ہزار پانچ سو ستاسی (3,587)ارب روپے ہو گا۔
- وفاقی حکومت کی خالص آمدنی نو ہزار ایک سو انیس (9,119) ارب روپے ہو گی۔
- وفاقی حکومت کے کل اخراجات کا تخمینہ اٹھارہ ہزار آٹھ سو ستتر (18,877)ارب

روپے ہے، جس میں سے نو ہزار سات سو پچھتر (9,775) ارب روپے انٹرسٹ کی ادائیگی کی جائے گی۔

- PSDP کے لیے ایک ہزار چارسو (1400) ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے ذریعے ایک سو (100) ارب روپے اضافی مختص کیے گئے ہیں۔ مجموعی ترقیاتی بجٹ تاریخ کی بلند ترین سطح پر یعنی ایک ہزار پانچ سو (1500) ارب روپے ہو گا۔
- دو ہزار ایک سو بائیس (2,122) ارب روپے دفاعی ضروریات کے لیے فراہم کیے جائیں گے اور سول انتظامیہ کے اخراجات کے لیے آٹھ سو انتالیس (839) ارب روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔ پنشن کے اخراجات کے لیے ایک ہزار چودہ (1,014) ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ بجلی، گیس اور دیگر شعبوں کے لیے سبسڈی کے طور پر ایک ہزار تین سو تریسٹھ (1,363) ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔
- ایک ہزار سات سو ستتر (1,777) ارب روپے پر مشتمل کل گرانٹس بنیادی طور پر BISP، AJK، گلگت بلتستان، خیبر پختونخوا میں ضم ہونے والے اضلاع، HEC، ریلوے ،ترسیلات زر اور آئی ٹی (IT) کے شعبے کو فروغ دینے کے لیے مختص کی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر!

47۔ پبلک سیکٹر ڈیویلپمنٹ پروگرام ملک کو ترقی، خوشحالی اور سماجی فلاح کی طرف گامزن کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ جدت، بنیادی ڈھانچے کی توسیع، اور پائیدار ترقی کے لیے Catalyst کا

کام کرتا ہے۔

48۔ حکومت نے 2024-25 کے لیے تاریخ میں سب سے بڑا فیڈرل پبلک سیکٹر ڈیویلپمنٹ پروگرام (PSDP) وضع کیا ہے جس کا حجم ایک ہزار پانچ سو (1,500) ارب روپے ہے۔ جو پچھلے سال کے نظر ثانی شدہ حجم سے ایک سو ایک(101) فیصد زیادہ ہے۔ پندرہ سو (1500) ارب میں PPP projects کے لیے ایک سو (100) ارب روپے شامل ہیں۔ اس مشکل صورتحال میں، ترقیاتی بجٹ کا یہ حجم انفراسٹرکچر کو ترقی دینے اور transportation ، توانائی، آئی ٹی اور آبی وسائل کے انتظام میں اہم چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے حکومت کے عزم اور اخلاص کا مظہر ہے تاکہ معاشی ترقی میں سہارا ملے اور اہل وطن کے معیار زندگی میں بہتری آئے۔

49۔ PSDP 2024-25 میں، جاری منصوبوں کی تکمیل کو ترجیح دی گئی ہے اور تقریباً تراسی (83) فیصدوسائل جاری منصوبوں کے لیے جبکہ صرف سترہ (17) فیصد وسائل نئے منصوبوں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ بنیادی انفراسٹرکچر کا شعبہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مالی سال 2024-25 کی PSDP میں اس شعبے کے لیے انسٹھ (59) فیصد رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ سماجی شعبے کے لیے ترقیاتی بجٹ کا بیس (20) فیصد رکھنے کی تجویز ہے ،ملک میں متوازن علاقائی ترقی کو یقینی بنانا ایک آئینی ذمہ داری ہے۔ اس لیے آزاد جموں وکشمیر، گلگت بلتستان اور خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع کے لیے دس (10) فیصد وسائل مختص کیے گئے ہیں۔ تقریباً گیارہ اعشاریہ دو (11.2) فیصد وسائل دیگرشعبوں جیسے آئی ٹی اور ٹیلی کام، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ، گورننس اور پروڈکشن سیکٹر وغیرہ کے لیے مختص ہیں۔

50 ۔ پی ایس ڈی پی 2024-25 کے لیے National Economic Council (NEC) کی طرف سے منظور کردہ گائیڈ لائن کے مطابق درج ذیل معیار پر اترنے والے منصوبوں کو ترجیح دی جائے گی:

(a) Strategic and Core projects جن میں آبی وسائل ، ٹرانسپورٹیشن ،

مواصلات اور توانائی کے شعبوں کی طرف خاص توجہ دی جائے گی۔

(b) غیر ملکی امداد سے چلنے والے منصوبے، تاکہ اُن کی تکمیل مقررہ وقت پر ہوسکے۔ اور

(c) تمام شعبوں میں ایسے منصوبے جن پر خرچہ اسی (80) فیصد سے زیادہ ہو چکا ہے اور جنہیں مالی سال 2024-25 کے دوران مکمل کیا جاسکتا ہے اور معیشت کو بروقت مالی اور اقتصادی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

51۔ برآمدات کو سپورٹ کرنے، پیداواری صلاحیت میں اضافے، competiveness کو فروغ دینے، Digital Infrastructure کو پھیلانے، innovation driven enterprises، صنعتی ترقی، ایگرو انڈسٹری (Agro Industry) اور seed development ، بلیو اکانومی، سائنس اور ٹیکنالوجی، Research and Development اور Innovative اصلاحات پر توجہ مرکوز کرنے والے نئے منصوبوں کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ متوازن ترقی اور regional equity اور پائیدار ترقی کے اقدامات کو بھی پی ایس ڈی پی 2024-25 میں شامل کیا گیا ہے۔

52۔ اقتصادی ترقی کے سلسلے میں ہم نجی شعبے کے اہم کردار کو ترقی کے بنیادی محرک کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ ہم نجی شعبے کی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور viability gap arrangements کے ذریعے نجی شعبے کی کوششوں میں حصہ ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سرکاری اور نجی شعبوں کے درمیان تعاون نہ صرف دونوں شعبوں کی طاقت میں اضافہ کرتا ہے بلکہ پائیدار اور جامع ترقیاتی اہداف کے حصول کے لیے یہ تعاون انتہائی ضروری ہے۔

53۔ ٹرانسپورٹیشن کے شعبے میں Highways کے نیٹ ورک کو بہتر بنانے، بڑے شہروں اور علاقوں کے درمیان رابطے بڑھانے، اور ٹریفک کے بڑھتے ہوئے حجم کو سنبھالنے کے لیے موجودہ انفراسٹرکچر کو اپ گریڈ کرنے کے منصوبوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ مزید برآں، ایسے اقدامات کیے جارہے ہیں جن کا مقصد ملک کے توانائی کے انفراسٹرکچر کو وسعت دینا اور جدید بنانا ہے، جن میں

ہائیڈرو پاور ڈیم کی تعمیر، سولر پاور پلانٹس کی تنصیب، اور ٹرانسمیشن لائنیں بچھانا شامل ہیں تا کہ بجلی کی efficient distribution کو یقینی بنایا جا سکے اور توانائی کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کیا جا سکے۔

54۔ مزید یہ کہ Flood reduction اور زرعی اور گھریلو استعمال کے لیے پانی کی مسلسل فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ڈیموں، آبپاشی کے نظام، اور نکاسی آب کے نیٹ ورکس کی تعمیر کے ذریعے water resource management پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ یہ منصوبے infrastructure کو ترقی دینے اور ٹرانسپورٹیشن ، توانائی اور آبی وسائل کے انتظام میں درپیش بڑے چیلنجز سے نمٹنے کے عزم کی عکاسی کرتے ہیں تا کہ اقتصادی ترقی میں مدد ملے اور شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جا سکے۔

55۔ اگلے مالی سال کی PSDP میں انفراسٹرکچر کی فراہمی کے لیے آٹھ سو چوبیس (824) ارب روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز ہے جس میں سے انرجی سیکٹر کے لیے دو سو ترپن(253) ارب روپے ، ٹرانسپورٹ اینڈ کمیونیکیشن سیکٹر کے لیے دو سو اُناسی (279) ارب روپے، واٹر سیکٹر کے لیے دو سو چھ (206) ارب روپے جبکہ پلاننگ اور ہاؤسنگ کے لیے چھیاسی (86) ارب روپے شامل ہیں۔ سماجی شعبے کے لیے رواں سال میں دو سو چوالیس(244) ارب روپے کے مقابلے میں دو سو اسی (280)ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ خصوصی علاقے (آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان) کے لیے پچھتر (75) ارب روپے ، خیبر پختونخوا کے ضم ہونے والے علاقوں کے لیے چونسٹھ(64) ارب روپے اور سائنس اور آئی ٹی کے لیے اناسی (79) ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اسی طرح پروڈکشن سیکٹر بشمول زراعت کے لیے پچاس(50) ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

56۔ PSDP 2024-25 میں Skills Development پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے تا کہ ہمارے ملک کے نوجوان جدید Knowledge اور ٹریننگ حاصل کر کے روزگار حاصل کر سکیں اور ملک کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کر سکیں۔

57۔ کراچی نہ صرف ملک کا سب سے بڑا شہر ہے بلکہ ملک کی اقتصادی ترقی میں کراچی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ تمام Stakeholders کی مشاورت سے کراچی کے انفراسٹرکچر کو جدت کی طرف لے جایا جائے۔ اس کے لیے ایک جامع کراچی پیکیج کی تجویز ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ حیدرآباد ، میر پور خاص، سکھر اور بے نظیر آباد کے لیے بھی منصوبے مرتب کرنے کی تجویز ہے۔ اسی طرح کراچی کو پانی کی سپلائی بہتر بنانے کے لیے K-4 منصوبے کے لیے ایک خطیر رقم رکھنے کی تجویز ہے تا کہ اس اہم منصوبے کو تکمیل کی طرف لے جایا جائے۔

58۔ وزیر اعظم کی خصوصی ہدایت پر اسلام آباد کے ہسپتالوں کو Modernize کرنے کے لیے ایک جامع پلان مرتب کیا جائے گا تا کہ اسلام آباد، راولپنڈی، آزاد کشمیر ، خیبرپختونخوا اور گردونواح کے علاقوں کی عوام کو علاج معالجہ کی جدید سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ خاص طور پر Pakistan Institute of Medical Sciences میں Quaid-e-Azam Health Tower کے نام سے ایک نیا منصوبہ شروع کرنے کی تجویز ہے۔ جس کے لیے ایک خطیر رقم رکھنے کی تجویز ہے۔

حصہ دوم

جناب اسپیکر!

59۔ اس سال کی ٹیکس پالیسی کے اہم اُصول یہ ہیں:

(i) Tax Base وسیع کر کے ٹیکس ٹو جی ڈی پی Ratio میں اضافہ کرنا۔

(ii) Un-Documented Economy کو ختم کرنے کے لئے معیشت کی Digitization۔

(iii) Progressive ٹیکس سسٹم کے تحت زیادہ آمدن والوں پر زیادہ ٹیکس کا نفاذ۔

(iv) نان فائلرز کے لئے کاروباری Transactions کے ٹیکس میں نمایاں اضافہ۔

(v) افراط زر کی وجہ سے کم آمدن والے طبقات کے لئے تحفظ۔

جناب اسپیکر!

60۔ حکومت عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے کی کوشش کررہی ہے۔ان کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ روزگار کے مواقع بڑھیں،ٹیکس دہندگان اورDocumented Sectors کے لیے کاروبار کو آسان بنایا جائے اورصنعتوں اور برآمدات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تا کہ اس سے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھائے جاسکیں ۔

جناب اسپیکر!

61۔ اب میں انکم ٹیکس کے اُن چند اہم اقدامات کی تفصیل پیش کرتا ہوں جو محصولات کے حوالے سے اُٹھائے جانے کی تجاویز ہیں:

1۔ Personal انکم ٹیکس اصلاحات :

ایف بی آر نے 2019 سے 2023 تک Corporate انکم ٹیکس اصلاحات نافذ کیں۔ اب Personal انکم ٹیکس اصلاحات لاگو کرنے کی ضرورت ہے تا کہ Personal انکم ٹیکس کی شرح کو بین الاقوامی معیار کے مطابق کیا جا سکے۔ اس ضمن میں انکم ٹیکس چھوٹ چھ (6) لاکھ روپے تک کی آمدن پر برقرار رکھنے کی تجویز ہے اور یہ بھی تجویز ہے کہ تنخواہ دار طبقے میں maximum tax slab میں اضافہ نہ کیا جائے۔ جبکہ ٹیکس Slabs میں کچھ ردوبدل تجویز کیا جا رہا ہے۔ تاہم Non-Salaried افراد کے زیادہ سے زیادہ ٹیکس کی شرح پینتالیس (45)فیصد رکھنے کی تجویز ہے۔

2۔ برآمدات کے لئے نارمل ٹیکس کا نظام:

اس وقت Exporters کی آمدن پر مجموعی وصولیوں کے ایک فیصد کی شرح سے فائنل ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ Exports ہماری معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہم Exporters کو ہر ممکن سہولت فراہم کریں گے اور اُن کے مسائل بشمول Sales Tax Refunds میں Delays ، توانائی کے شعبے کے مسائل وغیرہ کا تدارک کریں گے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر طبقہ اپنی آمدن کے مطابق ملک کی پائیدار ترقی میں اپنا حصہ ڈالے۔ Horizontal Equity کے اصول کے مطابق Exporters پر Normal ٹیکس Regime کے تحت ٹیکس عائد کرنے کی تجویز ہے ۔

3۔ Real Estate پر Capital Gains ٹیکس میں ترمیم:

موجودہ قانون میں Immovable Properties کے Capital Gains پر فائلرز اور نان فائلرز دونوں کے لئے Holding کی مدت کی بنیاد پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ ہولڈنگ کی مدت سے قطع نظر پندرہ (15) فیصدکی شرح سے ٹیکس وصول کرنے کی تجویز ہے۔جبکہ نان فائلرز کے ٹیکس ریٹ مختلف Slabs کے تحت پینتالیس (45)فیصد تک کرنے کی تجویز ہے۔اس قدم سے معیشت کو Document کرنے میں مدد ملے گی۔ اسی طرح ہاؤسنگ سیکٹر سے Speculation کا خاتمہ ہوگا اورعوام کو Affordable housing کی فراہمی میں مدد ملے گی۔

4۔ Securities پر Capital Gains tax کا نیا نظام:

موجودہ قانون میں فائلرز اور نان فائلرز دونوں کے لئے ہولڈنگ کی مدت کی بنیادپر Securities پر Capital Gains Tax لگایا جاتا ہے۔ Capital Gains پرٹیکس نظام کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔ یکم جولائی 2024 کے بعدہولڈنگ کی مدت سے قطع نظر فائلرز کے لیے پندرہ

(15)فیصد جبکہ نان فائلرز کے لیے مختلف Slabs کے تحت ٹیکس کی شرح پینتالیس (45)فیصد تک کرنے کی تجویز ہے۔

5۔ پاکستان میں Immovable Properties کی منتقلی پر مجوزہ Progressive Withholding Tax:

اس وقت فائلرز کے لئے Immovable Properties خریدنے پر فلیٹ تین (3) فیصد اور نان فائلرز پر چھ(6) فیصد ٹیکس عائد ہے۔ ایسے لوگ ٹیکس ریٹرن فائل کرنے کی آخری تاریخ پر کبھی ریٹرن فائل نہیں کرتے بلکہ جائیداد کی خریداری کے وقت ٹرانزیکشن کرنے سے پہلے ریٹرن فائل کرتے ہیں۔مقررہ تاریخ تک ٹیکس ریٹرن فائل کرنے کو یقینی بنانے اور نان فائلرز اور تاخیر سے ریٹرن فائل کرنے والوں کے لئے کاروبار کی لاگت بڑھانے کی غرض سے یہ تجویز کیا جارہا ہے کہ فائلرز، نان فائلرز اور تاخیر سے ریٹرن جمع کرانے والوں کے لئے تین الگ الگ Rates متعارف کرائے جائیں۔ اس حوالے سے ان تینوں Categories کے لیے ٹیکس کی شرح میں ردوبدل تجویز کیا جا رہا ہے۔اس مجوزہ قدم کا مقصدNon Filers پر ٹیکس کا بوجھ بڑھانا او زیادہ ریونیو Generate کرنا ہے۔

6۔ Supply Chain میں تاجروں، Wholesalers اور Retailers پر Scope of Tax کو بڑھانا:

اس وقت صرف مخصوص کاروباری شعبوں کے Distributers، Wholesalers Dealers اور Retailers سے ایڈوانس انکم ٹیکس وصول کیا جارہا ہے۔ تاجروں کو Document کرنے اورنان فائلنگ کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ تمام کاروباروں کی پوری Supply Chain کے لئے ایڈوانس ٹیکس وصولی کے Scope کو بڑھایا جائے۔Non-filers سے Advance withholding tax کی شرح ایک(1)فیصد سے بڑھا کر دو اعشاریہ پچیس(2.25)

فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

7۔ موٹر گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ایڈوانس ٹیکس کی وصولی Engine Capacity کے بجائے گاڑی کی قیمت کی بنیاد پر تبدیل کرنا:

موجودہ قانون کے تحت دوہزار (2000) سی سی تک کی گاڑیوں کی خریداری اور رجسٹریشن پر ایڈوانس ٹیکس کی وصولی Engine Capacity کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ گاڑیوں کی قیمتوں میں کافی اضافہ ہو چکا ہے اس لئے ٹیکس کی اصل Potential سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ تجویز دی جارہی ہے کہ تمام موٹر گاڑیوں کے لئے ٹیکس وصولی کی بنیاد Engine Capacity سے تبدیل کر کے قیمت کے تناسب پر کردیا جائے۔

جناب اسپیکر!

62۔ اب میں سیلز ٹیکس سے متعلق چند اہم تجاویز پیش کرتا ہوں۔

1۔ زیرو ریٹنگ، Exemptions اور Reduced ریٹس کی چھوٹ کا خاتمہ۔ حکومت پاکستان ٹیکس قوانین میں مساوات اور انصاف کے اصولوں پر کاربند ہے۔ اس چیز پر بار بار زور دیا گیا ہے کہ ٹیکس قوانین میں متعدد Exemptions دی گئی ہیں جو کہ نہ صرف حکومت کی آمدنی کو کم کرتی ہیں بلکہ سماجی و اقتصادی ترقی کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ چنانچہ ہم نے سیلز ٹیکس میں دی گئی مختلف Exemptions اور Concessions کا جائزہ لیا ہے اور ایسی بہت سی اشیاء کی نشاندہی کی ہے جن پر سے Exemptions اور Concessions کو ختم کرنے کی تجویز ہے۔ ان میں سے کچھ کو Reduced rate جبکہ بقایا کو Standard ریٹ پر ٹیکس کیا جائیگا۔ ان کی تفصیلات فنانس بل میں دی گئی ہیں۔

2۔ ٹیکسٹائل اور چمڑے کی مصنوعات کے TIER-I Retailers پر GST ریٹ میں اضافہ۔

تجویز ہے کہ ٹیکسٹائل اور چمڑے کی مصنوعات کے TIER-I Retailers پر لاگو سیلز ٹیکس کے ریٹ کو پندرہ (15) فیصد سے بڑھا کر اٹھارہ (18) فیصد کردیا جائے۔ یہ ٹیکس بنیادی طور پر ٹیکسٹائل اور چمڑے کی مہنگی اور branded مصنوعات پر لاگو ہوگا۔ یہ ٹیکس اُس طبقے پر لاگو کیا جارہا ہے جو یہ مہنگی اشیاء خریدنے کی استطاعت رکھتا ہے۔اس سے عام شہری پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

3۔ موبائل فونز کو اٹھارہ(18) فیصد standard rate پر ٹیکس کرنے کی تجویز

Concessionary Rates مارکیٹ میں چند مخصوص اشیاء کو فائدہ پہنچاتے ہوئے Distortions پیدا کرتے ہیں ۔جبکہ standard rate اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سب کو یکساں مواقع میسر ہوں۔اور مارکیٹ فورسز مؤثر طریقے سے کام کرسکیں۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر تجویز ہے کہ موبائل فونز کی مختلف Categories پر سیلز ٹیکس کا standard rate لاگو کیا جائے۔

4۔ تانبے، کوئلہ اور کاغذ اور پلاسٹک کے سکریپ وغیرہ پر سیلز ٹیکس ودہولڈنگ کا اطلاق

اس وقت تانبے، کوئلے، کاغذاور پلاسٹک کے سکریپ سے متعلق سیکٹرز غیرمنظّم ہیں اور قومی خزانے میں ان کا contribution نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان سیکٹرز میں Taxes کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے تجویز ہے کہ سیلز ٹیکس ودہولڈنگ Regime نافذ کی جائے۔

جناب اسپیکر!

63۔ اب میں کچھ **Streamlining اقدامات** کی طرف آتا ہوں:

1۔ آئرن اور سٹیل سکریپ پر Exemption کا اطلاق

تجویز ہے کہ آئرن اور سٹیل سکریپ کو سیلز ٹیکس سے چھوٹ دے دی جائے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ رجسٹرڈ persons مارکیٹ سے بغیر سیلز ٹیکس چارج کئے سکریپ خریدتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے پاس input tax نہیں ہوتا جس کے مطابق وہ output tax ایڈجسٹ کرسکیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے fake/flying invoices بنائی جاتی ہیں۔ اس رجحان کے خاتمے کے لئے تجویز ہے کہ آئرن اور سٹیل سکریپ کو سیلز ٹیکس کی چھوٹ دے کر Fake/Flying Invoices کے رجحان کو ختم کیا جائے۔

2۔ Newly Merged Districts (فاٹا/ پاٹا) کو دی گئی چھوٹ کا بتدریج خاتمہ

2018ء میں فاٹا اور پاٹا کے خیبر پختونخواہ میں انضمام کے بعد ان علاقوں کو پانچ (5) سال کے لئے ٹیکس میں چھوٹ دی گئی تھی۔ یہ چھوٹ 30 جون 2023ء کو ختم ہوگئی تھی اور اس میں ایک سال کا اضافہ کیا گیا تھا۔ ان علاقوں کو دی گئی چھوٹ بتدریج ختم کی جارہی ہے تاکہ ان کو قومی معاشی دھارے میں لایا جاسکے۔ مزید برآں فاٹا پاٹا کے رہائشیوں کو انکم ٹیکس سے چھوٹ ایک سال کے لیے بڑھائی جارہی ہے۔

3۔ ڈیفالٹ سرچارج ریٹ کو پالیسی ریٹ سے ہم آہنگ کرنے کی تجویز

اس وقت unpaid سیلز ٹیکس اور FED پر بارہ (12) فیصد سالانہ کا فکس ریٹ لاگو ہے۔

تجویز ہے کہ اس کو بڑھا کر KIBOR+3% کردیا جائے تاکہ یہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کے پالیسی ریٹس سے ہم آہنگ ہوجائے۔

فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی

64۔ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی سے متعلق چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں۔

1۔ جعلی سگریٹ بیچنے کی سزا

مارکیٹ میں جعلی سگریٹوں کی دستیابی حکومت اور صحت عامہ کے اداروں کے لئے باعث تشویش ہے۔ Track & Trace System کو متعارف کروانے کے باوجود تمباکو کی smuggled،جعلی اور Non-Taxpaid مصنوعات کی مارکیٹ میں دستیابی ایک مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے tax stamps کے بغیرسگریٹ بیچنے والے ریٹیلرز پر سخت سزاؤں کے اطلاق کی تجویز ہے۔ جس میں ان کی دکانوں کو Seal کرنے کی تجویز شامل ہے۔

2۔ ACETATE TOW پر FED کا اطلاق

Acetate tow سگریٹ فلٹر کی پیداوار میں استعمال ہونے والا بنیادی عنصر ہے۔ تجویز ہے کہ Acetate tow پر چوالیس ہزار (44,000)روپے فی کلو FEDعائد کی جائے ۔ اس تجویز سے Formal سیکٹر پر کوئی اضافی بوجھ نہیں پڑے گا جبکہ Informal Sector یہ FEDاضافی دے گا۔

3۔ سیمنٹ پر FEDریٹ میں اضافہ

اس وقت سیمنٹ پردو(2)روپے فی کلو FEDعائد ہے۔ تجویز ہے کہ اس کو بڑھا کر 3روپے فی کلو کردیا جائے۔

4۔ غیرمنقولہ جائیداد پر FED کا اطلاق

رئیل اسٹیٹ میں استحکام لانے اور speculation کو روکنے کے لئے نئے پلاٹوں ، رہائشی اور کمرشل پراپرٹی پر پانچ (5) فیصد FEDعائد کرنے کی تجویز ہے۔

کسٹمز

جناب اسپیکر!

65۔ کسٹمز ڈیوٹی کی مد میں مندرجہ ذیل اہم تجاویز دی جا رہی ہیں:

1۔ Acquaculture کے فروغ کے لیے درآمدات پر رعایت:

aquaculture کی ترقی کے لئے جھینگوں اور مچھلیوں کی فارمنگ کو فروغ دینے کی غرض سے اور فوڈ سیکیورٹی اور برآمدات میں اضافے کے مقاصد کے پیش نظر مچھلیوں اور جھینگوں کی افزائش نسل کے لئے منگوائے جانے والے seed اور feed کی درآمد کے ساتھ ساتھ فارمنگ ،بریڈنگ ، فیڈمل اور پراسسینگ یونٹس کی درآمد پر رعایتیں دی جارہی ہیں۔

2۔ Solar Panel Industry کے فروغ کے لیے درآمد پر رعایت:

برآمد کرنے اور مقامی ضروریات پوری کرنے کے لئے سولر پینلز تیار کرنے کی غرض سے پلانٹ ،مشینری اور اس کے ساتھ منسلک آلات اور سولر پینلز، انورٹرز (Inverters) اور بیٹریوں کی تیاری میں استعمال ہونے والے خام مال اور پرزہ جات کی درآمد پر رعایتیں دی جارہی ہیں تاکہ درآمدشدہ سولر پینلز پر انحصار کم کیا جاسکے اور قیمتی زرمبادلہ بچایا جاسکے۔

3۔ Hybrid گاڑیوں کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی میں چھوٹ کا خاتمہ:

نئی ٹیکنالوجی کی بدولت ہائی برڈ(Hybrid) اور عام گاڑیوں کے درمیان قیمتوں میں بہت زیادہ فرق کی وجہ سے ہائی برڈ(Hybrid) گاڑیوں کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی میں 2013 میں رعایت دی گئی تھی۔ اس وقت دونوں قسم کی گاڑیوں کی قیمتوں کے درمیان فرق کم ہوچکا ہے اور مقامی طور پر Hybrid گاڑیوں کی تیاری شروع ہوچکی ہے۔ اس لئے مقامی صنعت کو فروغ دینے کے لئے یہ

رعایت اب واپس لی جا رہی ہے۔

4۔ Luxury الیکٹرک گاڑیوں کی درآمد پر دی جانے والی رعایت کا خاتمہ:

Luxury الیکٹرک گاڑیوں کی درآمد پر دی جانے والی رعایت واپس لی جا رہی ہے کیونکہ پچاس ہزار(50,000) ڈالر اور اس سے زائد قیمت کی گاڑیاں درآمد کرنے کی استطاعت رکھنے والے لوگ واجب الادا ٹیکس اور ڈیوٹیز بھی ادا کر سکتے ہیں۔

5۔ شیشے کی مصنوعات پر درآمدی ڈیوٹی پر چھوٹ کا خاتمہ:

گذشتہ چند برسوں میں مقامی طور پر تیار کردہ شیشے کی برآمد میں اضافے کا رجحان دیکھا گیا ہے۔ مقامی صنعت کی حوصلہ افزائی اور مدد کے لئے شیشے کی مصنوعات کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹیز میں دی جانے والی رعایتوں پر چھوٹ ختم کی جا رہی ہے۔

6۔ سٹیل اور کاغذ کی مصنوعات پر درآمدی ڈیوٹی میں اضافہ:

سٹیل اور کاغذ کی مصنوعات ball bearings وغیرہ کی مقامی تیاری کی حوصلہ افزائی کے لئے ان تمام اشیاء کی درآمد پر ڈیوٹیز بڑھائی جا رہی ہیں۔

حصہ سوم

ریلیف اقدامات

جناب اسپیکر!

66۔ مہنگائی کی وجہ سے لوگوں کی قوت خرید متاثر ہوئی ہے ۔تنخواہ دار طبقہ اس سے خاص طور پر متاثر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت اپنی مالی مشکلات کے باوجود سرکاری ملازمین کی مشکلات کا احساس کرتے ہوئے ان کے لیے ریلیف اقدامات کیے جارہے ہیں۔1سے 16 گریڈ کے سرکاری ملازمین کی قوت خرید بہتر بنانے کے لیے تنخواہوں میں پچیس(25) فیصد اضافہ کیا جارہا ہے۔جبکہ 17سے 22 گریڈ تک افسران کی تنخواہوں بائیس (22) اضافہ کیا جارہا ہے۔ ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں بائیس (22) فیصد اضافہ کرنے کی تجویز ہے۔ اسی طرح کم سے کم ماہانہ تنخواہ کو بتیس ہزار (32,000) روپے سے بڑھا کرچھتیس ہزار (36,000) روپے کرنے کی تجویز ہے۔

اختتامی کلمات

جناب اسپیکر!

67۔ آخر میں، میں وزیر اعظم، نائب وزیر اعظم، کابینہ کے ساتھیوں، وزیر مملکت برائے خزانہ، اور دونوں ایوانوں کے اراکین کی حمایت اور مشورے کے لیے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ میں فنانس ڈویژن، ایف بی آر اور پلاننگ ڈویژن کی انتھک محنت کا بھی تہ دل سے مشکور ہوں۔ ہم اپنے ملک اور اس کے عوام کی ترقی کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں گے اور اللہ کی مدد سے پاکستان کو اقوام عالم میں اس کے جائز اور مستحق مقام تک پہنچائیں گے۔

68۔ آخر میں، میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری اقتصادی بحالی اُس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتی جب تک کہ قومی اتفاقِ رائے نہ ہو۔ معاشی کامیابیاں حاصل کرنے والے ملکوں نے اپنی معاشی اصلاحات مشترکہ کوششوں اور مفادات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کی ہیں۔ ہم صرف اِسی صورت میں کامیاب ہوں گے، جب ہم تمام اسٹیک ہولڈرز اپنے ذاتی اور پارٹی مفادات سے بلند ہو کر ان معاشی اصلاحات پر عمل درآمد کریں گے۔ یہاں میں اپوزیشن بینچز پر بیٹھے ساتھیوں سے خصوصی گزارش کروں گا کہ وہ اس بجٹ کے حوالے سے ہماری زیادہ سے زیادہ رہنمائی کریں تاکہ ہم مل کر پاکستان کو ترقی کی منزل کی طرف لے جاسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں میں مدد کرے۔

پاکستان زندہ باد

☆☆☆